مقالہ خصوصی
(آخری قسط)

مولانا محمد شہاب الدین ندوی *

سائنسی علوم اور قرآن کا نظریہ علم

خدائی دلائل و براہین کا استنباط:

ا۔ قرآن مجید بعض مظاہر فطرت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان مظاہر میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت کی بہت سی نشانیاں (آیات الٰہی یا دلائل ربوبیت) موجود ہیں۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں پچھلے صفحات میں پیش کی جا چکی ہیں جیسے۔

ان فی اختلاف الیل والنھار وما خلق اللہ فی السموٰت والارض لایات لقوم یتقون۔ (یونس:۶)

''رات اور دن کے اختلاف اور ان چیزوں میں جن کو اللہ نے زمین اور اجرام سماوی میں پیدا کر رکھا ہے' ڈرنے والوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔''

وسخرلکم الیل والنھار والشمس والقمرؕ والنجوم مسخرات بامرہ' ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون۔ (نحل:۱۲)

''اس نے رات اور دن اور آفتاب و ماہتاب کو مسخر کر رکھا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ اس مظہر ربوبیت) میں عقل والوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔''

وفی الارض ایات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون (ذاریات:۲۰-۲۱)

''اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں اور خود تمہاری ہستیوں میں بھی۔ کیا تم کو نظر نہیں آتا؟''

اس قسم کی آیات میں یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ ''خدائی نشانیاں'' کیا اور کس قسم کی ہیں؟ بلکہ ان نشانیوں (دلائل ربوبیت) کی تحقیق و تدقیق کا کام وہ اہل نظر اور اہل بصیرت پر چھوڑ دیتا ہے۔ اس اعتبار سے اہل بصیرت علماً ہر دور میں عصری تصورات علم کو بنیاد بنا کر اللہ کی نشانیوں کا استنباط کر سکتے ہیں' جس کی بناً پر ہر دور میں نئے نئے اور سائنٹفک دلائل وجود میں آ سکتے ہیں۔ مگر اس میں کمال یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی دور کے علمی تصورات بدل بھی جائیں تو اس سے قرآن حکیم کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ یہ تفصیلات قرآنی بیانات کے علاوہ بطور ایک شرح و تفصیل ہوتی ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ایسی کتنی ہی تفصیلات بدل گئی ہیں جو قدیم مفسرین نے فلسفہ یونان کو بنیاد بنا کر بیان کی

---

* ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور۔ ۲۹

تھیر؛ جیسا کہ اس کی بہت سی مثالیں ہمیں امام رازی کی تفسیر کبیر میں مل سکتی ہیں مگر کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ اس سے قرآن کی قطعیت پر حرف آ گیا۔

نظامِ فطرت کے اہم ترین نکات:

۲۔ قرآن مجید میں مظاہر فطرت سے متعلق بعض مواقع پر اجمالی اشارات موجود ہیں جن کی تفصیل متعلقہ علوم کے ماہرین کے ذمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ان قرآنی اشارات کی حیثیت متعلقہ علوم میں اہم ترین نکات کی سی ہوتی ہے اور یہ نکات اپنے معنی ومفہوم میں بالکل واضح ہوتے ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ ان اشارات کی صرف تفصیل بیان کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ متعلقہ علوم کی ترقی کے باعث ان اشارات کا مفہوم بالکل واضح اور نمایاں ہو جاتا ہے جسکے ملاحظے سے خدائی کلمات کی صداقت اور ان کی قدر و قیمت صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔

اس طرح کی زائد تفصیلات میں اگر بالفرض کسی قسم کی تبدیلی ہو بھی جائے تو اس سے قرآن کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ غرض اس طرح کے اہم نکات کلام الٰہی میں ہر علم وفن کے بارے میں مرقوم ہیں جو غور و فکر سے واضح ہو جاتے ہیں۔ اسلیئے کلام الٰہی میں غور وفکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور خاص کر پختہ کار علماءً کو اس پر ابھارا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

ولقد ضربنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون (زمر:۲۷)

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہیں۔ تاکہ وہ چونک سکیں۔

ان دونوں مقامات میں ''تذکر'' کا لفظ آیا ہے جو متنبہ ہونے یے چونکنے کے معنی میں ہے۔

چنانچہ اس موقع پر اس سلسلے کے بعض اشاراتی حقائق مختصر طور پر پیش کئے جاتے ہیں جو بعض مواقع پر تشبیہات واستعارات کے روپ میں بھی مذکور ہیں اور ان سب کی درجہ بندی میں بہت زیادہ دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے مگر اس موقع پر ان کو سماواتی حقائق' نباتاتی حقائق اور انسانوں سے متعلق حقائق وغیرہ عنوانوں کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

سماواتی دنیا کے بعض اسرار وحقائق

۳۔ سب سے پہلے دنیائے سماوات کے بعض اسرار وحقائق پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اجرام سماوی کے وجود میں آنے کے بارے میں جدید ترین سائنسی اکتشاف یہ ہے کہ اجرام سماوی کا پورا مادہ ابتدء باہم ملا ہوا تھا جس میں ایک دھماکہ ہوا اور اس کے نتیجے میں مختلف قسم کے اجرام وجود میں آئے سائنس کی یہ تحقیق حسب ذیل قرآنی بیان کی تصدیق وتائید ہے:

اولم یر الذین کفرو ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقاً ففتقنهما (انبیاء:۳۰)

''کیا ان منکرین خدا نے مشاہدہ نہیں کیا کہ زمین اور اجرام سماوی پہلے باہم ملے

ہوئے تھے جن کو ہم نے جدا کر دیا؟''

سائنسی تحقیق کے مطابق زمین اور اجرام سماوی کا یہ پورا مادہ پہلے گیس کی حالت میں تھا' جو بتدریج ٹھنڈا ہو کر ٹھوس بن گیا۔ یہ تحقیق بھی حسب ذیل قرآنی بیان کی تصدیق ہے: جس میں اس کی تعبیر دھویں کے لفظ سے کی گئی ہے۔

ثم استوی الی السمآ وھی دخان (حٰم سجدہ:۱۱)

''پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں تھا۔''

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آسمان یعنی آسمانی دنیا برابر پھیل رہی ہے' جیسا کہ ارشاد باری ہے:

والسمآ بنیناھا باید وانا لموسعون۔ (ذاریات:۴۷)

''ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا ہے اور ہم اس میں برابر وسعت دیئے جا رہے ہیں۔''

چنانچہ تازہ تحقیق (بگ بین تھیوری) کے مطابق ثابت ہو چکا ہے کہ کہکشاؤں سے بھرپور ہماری یہ کائنات لگاتار پھیل رہی ہے اسی طرح جدید اکتشافات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ ہماری کائنات میں بے شمار کہکشائیں موجود ہیں جو حسب ذیل قرآنی بیان کی تصدیق ہے:

ولقد جعلنا فی السمآ بروجا و زینا ھا للناظرین (حجر:۱۶)

''اور ہم نے آسمان میں بہت سے برج (۲۶) بنا دیئے ہیں جنکو غور سے دیکھنے والوں کیلئے مزین کر دیا ہے

سائنس کی تحقیق ہے کہ سورج کی روشنی ذاتی اور چاند کی مستعار ہے جو حسب ذیل قرآنی بیان کی تائید ہے' جس کے مطابق ان دونوں اجرام کی روشنیوں کے لئے الگ الگ الفاظ لائے گئے ہیں۔

ھوا لذی جعل الشمس ضیأ والقمر نورا (یونس:۵)

''وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا ہے۔''

جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ زمین' چاند اور سورج سب بغیر کسی سہارے کے خلاؤں میں تیر رہے ہیں یہ بیان کلام الٰہی میں اس طرح موجود ہے:

وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم وجعلنا فیھا فجاجاً اسبلا لعلھم یھتدون...... وھو الذی خلق الیل والنھار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون (انبیاء:۳۱-۳۳)

''اور ہم نے زمین میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے ہیں تا کہ وہ ان کے ساتھ جھک نہ جائے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنا دی ہیں' تا کہ وہ راستہ پا سکیں۔ اور وہی ہے جس نے دن رات اور چاند اور سورج کو پیدا کیا۔ ان میں سے ہر ایک (زمین سمیت) اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔''

جدید ترین تحقیق ہے کہ سورج ایک نہ ایک دن بے نور ہو جائے گا کیونکہ اس میں جو روشنی اور تپش ہے وہ اس کی ہائیڈروجن گیس جلنے کی وجہ سے ہے۔ جب اس کی پوری ہائیڈروجن گیس جل جل کر ختم ہو جائے گی تو وہ ٹھنڈا ہو کر رہ

جائے گا۔ چنانچہ کلام الٰہی میں اس حقیقت پر سے پردہ اس طرح ہٹایا گیا ہے۔

إذا الشمس کورت ۔ (تکویر:۱)

"جب سورج بے نور ہو جائے گا۔"

ظاہر ہے کہ یہ تمام حقائق و معارف بغیر کسی تاویل کے دو اور دو چار کی طرح بالکل واضح ہیں اور اس موقع پر یہ حقیقت بھی واضح رہے کہ انسانی اسلوب اور خدائی اسلوب میں کافی فرق ہے کیونکہ قرآن حکیم کی اپنی ایک الگ زبان و اسلوب ہے جو انسانی اسالیب سے بالکل جدا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس حقیقت پر روشنی اس طرح ڈالی گئی ہے:

ولا تلتبس به الالسنة یعنی انسانی زبانیں اس کے اسلوب سے میل نہیں کھاتیں۔ (۲۷)

نباتات کے بعض اسرار و حقائق

۴۔ تازہ اکتشافات کے تحت یہ حقیقت پوری طرح روشنی میں آچکی ہے کہ حیوانات کی طرح نباتات میں بھی قانون زوجیت پایا جاتا ہے۔ یعنی ان میں بھی زوج یا نر اور مادہ ہوتے ہیں اور انکی بارآوری نر پھولوں میں موجود ننھے ننھے زردانوں کے ذریعہ ہوتی ہے، جسے نباتیات کی اصطلاح میں پالن گرینس (۲۸) کہا جاتا ہے اور یہ زرد دانے شہد کی مکھیوں، کیڑے مکوڑوں، تتلیوں، پرندوں اور ہوا وغیرہ کے ذریعہ ایک پھل سے دوسرے پھل تک پہنچتے ہیں، جن کی وجہ سے مادہ پھول بارآور ہو کر پھل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں کیونکہ ان پھولوں میں ایک میٹھا رس ہوتا ہے جسے چوس کر اپنا پیٹ بھرنے کی غرض سے جب یہ ننھے منے جاندار وں پھولوں پر جا بیٹھتے ہیں تو انجانا پن میں ان کی ٹانگوں سے وہ زردانے چپک جاتے ہیں اس طرح ایک پھول کے زَردانے دوسرے پھول تک منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ قدرت خداوندی کا عجیب و غریب تماشہ ہے، جو حد درجہ حکیمانہ طور پر تمام مخلوقات کی روزی کا انتظام کر رہا ہے۔ اگر پھولوں کی بارآوری (پولی نیشن (۲۹)) کے یہ ایجنٹ موجود نہ ہوتے تو پھر انسان اور دیگر حیوانات کی غذا بھی وجود میں نہ آسکتی۔ غرض نباتات کی زوجیت کا تذکرہ حسب ذیل آیات میں موجود ہے جس پر جدید سائنس مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لایعلمون (یٰسین:۳۶)

"پاک ہے وہ (رب برتر) جس نے ان تمام جوڑوں کو پیدا کیا جن کو زمین (نباتات کی شکل میں) اگاتی ہے اور خود ان کی اپنی جنس میں اور ان تمام چیزوں میں جن کو یہ لوگ (اس وقت) نہیں جانتے۔"

ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون (ذاریات-۴۹)

اور ہم نے ہر چیز میں جوڑے بنائے ہیں تاکہ تم چونک سکو۔

چنانچہ قرآن حکیم میں ایک موقع پر نباتات کا تذکرہ کرنے کے بعد بارآوری کے مذکورہ بالا "ایجنٹوں" یعنی

مختلف قسم کے حشرات وغیرہ کا ذکر ذرا مبہم انداز میں اس طرح کیا گیا ہے:

وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برازقین۔ (حجر:۲۰)

''ہم نے زمین میں تمہارے لئے معاش کا سامان رکھ دیا ہے اور ان کے لئے بھی جن کو تم (براہ راست) روزی نہیں پہنچاتے۔''

نباتات کا ایک حیرت انگیز عمل

''حیاتیاتی کیمیا'' (بائیوکیمسٹری) (Bio Chemistry) ایک جدید ترین علم ہے جس کے تحت زندہ مظاہر یعنی حیوانات و نباتات میں موجودہ مادوں کا کیمیائی نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر تمام نباتات فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اخذ کر کے آکسیجن خارج کرتے ہیں جس کے نتیجے میں شکر یا نشاستے (کاربوہائیڈریٹ) کے سالمے (مالیکیولس (۳۰)) تیار ہوتے ہیں جو حیوانوں اور انسانوں کی بنیادی غذا ہے۔ چنانچہ لاکھوں قسم کے تمام نباتات میں نشاستے کا بنیادی فارمولا ایک ہی ہوتا ہے، جس کو کیمیائی زبان میں $C_6H_{12}O_6$ کہا جاتا ہے۔ یعنی نشاستے کے ایک سالمے میں کاربن کے ۶، ہائیڈروجن کے ۱۲ اور آکسیجن کے ۶ جواہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح لحمیہ (پروٹین) میں مذکورہ بالا تین عناصر کے علاوہ نائٹروجن (۳۱) بھی شامل ہوتا ہے۔ یہی حال دیگر تمام غذائی مادوں کا ہے کہ لاکھوں قسم کے پیڑ پودوں میں ہر چیز نپی تلی پیدا ہوتی ہے اور اس میں کبھی ردوبدل نہیں ہوتا۔ نباتات کے اس حیرت انگیز مظاہرے کے بعد اب ذرا قرآن حکیم میں نظر ڈال کر دیکھئے تو اس کا معجزہ ہونا صاف نظر آجائے گا۔ چنانچہ اس نے اس حیران کن مظہر ربوبیت کی تعبیر کیلئے ایک، ایسا معجزانہ لفظ استعمال کیا ہے جو نباتاتی زندگی کے اس پورے عمل کی نمائندگی کرتا ہے اور وہ لفظ ہے ''موزون'' یعنی وزن کی ہوئی چیز۔

وانبتنا فیھا من کل شئی موزون (حجر:۱۹)

''ہم نے زمین میں ہر چیز وزن کی ہوئی پیدا کی ہے۔''

یعنی زمین سے اگنے والی ہر چیز وزن کی ہوئی یا نپی تلی ہوتی ہے۔ چودہ سو سال پہلے اس مظہر ربوبیت کی تعبیر اس سے بہتر الفاظ میں اور کیا ہو سکتی تھی، جب کہ اس قسم کی حیاتیاتی امور کی اس وقت کوئی قدر و قیمت ہی نہیں تھی؟

کلوروفل کا انکشاف:

اسی طرح جدید ترین سائنسی تحقیقات سے (لیبارٹریوں میں تجربے کے ذریعہ) یہ حقیقت پوری طرح ثابت ہو چکی ہے کہ پیڑ پودوں میں جو نشاستہ تیار ہوتا ہے وہ ان میں موجودہ ہرے رنگ کے ذرات کی بدولت ہے جو سبز مادے کے حامل ہوتے ہیں اور اس سبز مادے کو سائنسی اصطلاح میں کلوروفل کہا جاتا ہے اور کلوروفل کے حامل ذرات کو کلوروپلاسٹ کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ سبز ذرات (جو پتیوں میں ہوتے ہیں) سورج کی روشنی کی مدد سے کاربن ڈائی

آکسائیڈ (۳۲) اور پانی کو لے کر نشاستہ تیار کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر قسم کی غذا اور پھلوں اور میووں کا بنیادی جز نشاستہ ہی ہوتا ہے۔ سائنس کی اس تحقیق کے لئے علم نباتات (باٹنی) (۳۳) کی کوئی بھی کتاب دیکھی جا سکتی ہے۔ جدید سائنس کی یہ تحقیق حسب ذیل قرآنی انکشاف کی تصدیق و تائید ہے:

وھو الذی انزل من السمأ ما فاخرجنا به نبات کل شئی فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبامتراکبا ومن النخل من طلعها قنوان دانیة و جنات من اعناب والزیتون والرمان مشتبها وغیر متشابه انظروا الی ثمره اذا اثمر وینعه ان فی ذلکم لایات لقوم یومنون (انعام:۹۹)

"وہی ہے جس نے بلندی سے پانی برسایا، اس پانی سے ہم نے ہر قسم کے نباتات اگا دیئے، ان نباتات سے ہم نے ایک سبز چیز نکالی، جس سے ہم تہہ بہ تہہ دانے (غلے) نکالتے ہیں۔ اور (اسی طرح اسی سبز چیز سے) کھجور کے شگوفوں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگور کے باغات، زیتون اور انار بھی نکالتے ہیں، جو آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا قسم کے ہیں۔ ہر ایک درخت کے پھل کو غور سے دیکھو جب وہ پھلنے اور پکنے لگے۔ اس (مظہر ربوبیت) میں ایمان لانے والوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ (۳۴)"

نباتات میں شرافت کا مظاہرہ

قرآن حکیم میں نباتات کو "زوج کریم" کے خطاب سے نوازا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم ۔ ان فی ذلک لایة وما کان اکثرھم مومنین (شعراء:۷-۸)

"کیا ان منکرین نے زمین کا مشاہدہ نہیں کیا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کے کتنے شریف زوج اگا دیئے ہیں؟ اس مظہر میں یقیناً ایک بڑی نشانی موجود ہے، مگر ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔"

زوج کریم کے ایک تو مجازی معنی ہیں یعنی کوئی عمدہ قسم، اور دوسرے حقیقی معنی۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ اصول فقہ کی رو سے کسی لفظ کے اولین طور پر حقیقی معنی مقصود ہوتے ہیں، جب کہ مجازی معنی ثانوی طور پر مراد لئے جاتے ہیں اس اعتبار سے زوج کریم کے حقیقی معنی ہوئے "ایک شریف میاں یا بیوی" یا ایک نر اور مادہ۔ اس لحاظ سے اب سوال یہ ہے کہ نباتات میں شرافت کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیڑ پودوں میں جو نر اور مادہ پھول ہوتے ہیں وہ اندھے بہرے نہیں ہوتے کہ ہر نوع کا پھول دوسری نوع کے زردانے کو قبول نہیں کرتا۔ مثلاً آم کا پھول ہے تو صرف آم ہی کا زردانہ قبول کرتا ہے۔ انار ہے تو صرف انار ہی کا زردانہ لیتا ہے، پپیتا ہے تو صرف پپیتے ہی کا زردانہ اخذ کرتا ہے وقس علی ذلک۔ جبکہ پارزیرگی (کراس پولی نیشن (۳۵)) کے ذریعہ مختلف ایجنٹوں (جیسے حشرات، شہد کی مکھیوں، پرندوں اور ہوا وغیرہ) مختلف انواع کے زردانے ایک دوسرے تک پہنچنا بالکل ممکن ہے مگر کسی نے

آج تک آم کے درخت میں امرود، پپیتے کے درخت میں انار یا سنترے کے درخت میں چیکو یا سیب کے درخت میں شریفہ اگتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا۔ یہ ہے نباتات کی وہ ''شرافت'' جس کی طرف آیات بالا میں ایک بہت بڑی نشانی کی موجودگی کی خبر دی گئی ہے۔ نباتات کی اس حیران کن سیرت کے ملاحظے سے یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو جاتی ہے کہ اس کائنات مادی کے ماوراء نہ صرف ایک علیم وخبیر یا علام الغیوب ہستی کا وجود ہے بلکہ وہ ہر چیز اور ہر مظہر قدرت کی نگراں اور ناظم اعلیٰ بھی ہے۔ ورنہ ایک اندھے بہرے مادہ میں اس قدر اعلیٰ درجے کا نظم وضبط پایا نہ جا سکتا تھا ۔چنانچہ لاکھوں نباتات (۳۶) کا ''موزون'' عمل ہی نہیں بلکہ ان کی ''شرافت'' کا مظاہرہ کسی اندھے بہرے عمل کا نتیجہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

یہ ہے وہ مظاہرہ ربوبیت جو باری تعالیٰ مادہ پرستوں کو دکھا رہا ہے اور اس کی طرف "اولم یروا" (کیا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا؟ کے الفاظ کے ذریعہ توجہ دلائی جارہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مادہ پرستوں کو اپنی ہی تحقیقات کے نتیجے میں جس مظہر خداوندی کا مشاہدہ کرنے کی تاب نہیں ہے اس کی طرف کلام الہی ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بتا رہا ہے کہ دیکھو اپنی ہی تحقیقات کا ثمرہ جس کے باعث خدائے ذوالجلال کا وجود کس انوکھے طریقے سے ثابت ہو رہا ہے۔

غرض اس عجیب وغریب مظہر خداوندی کی مادہ پرستانہ نقطہ نظر سے کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی۔ ظاہر ہے کہ جب یہ کائنات بغیر کسی خالق کے خود بخود چل رہی ہے تو پھر عقلی اعتبار سے اس مظہر ربوبیت کی کیا توجیہ ہوسکتی ہے؟

قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

''کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اس دعوے کی دلیل پیش کرو''

قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن و أن انتم الا تخرصون (انعام:۱۴۸)

''کہہ دو کہ اگر تمہارے پاس کوئی (صحیح) علم ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر تم تو صرف انکل لگاتے اور ٹامک ٹوئیاں مارتے ہو۔''

نوع انسانی سے متعلق بعض حقائق

۵۔ جدید سائنسی اکتشافات کا ذریعہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسانی پروٹو پلازم حسب ذیل چودہ عناصر پر مشتمل ہے جو قشر ارض میں پائے جاتے ہیں: جیسے: آکسیجن، کاربن، ہائیڈروجن، نائٹروجن، کیلشیم، فاسفورس، کلورین، سلفر، پوٹاشیم، سوڈیم، میگنیشیئم، لوہا، ایوڈین اور سلیکون۔ (۳۷)

ہمارے کرہ ارض پر اگرچہ ۹۲ عناصر (قدرتی) پائے جاتے ہیں مگر اکثر مادی اشیاء اور مذکور صرف ۱۴ عناصر پر مشتمل ہیں جن میں سے بیشتر کمیاب ہیں۔ یہی وہ عناصر ہیں جنکو قرآن حکیم میں ''مٹی کا خلاصہ'' کہا گیا ہے: ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین (مومنون:۱۲)

ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح کلام الٰہی میں مرقوم ہے کہ ہر "زندہ چیز" (حیوانات ونباتات) پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وجعلنا من المأ کل شی حی (انبیاء۳۰)

ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی ہی سے پیدا کیا ہے۔

اس خدائی انکشاف کی تصدیق کرتے ہوئے جدید سائنس کہتی ہے کہ خلیوں (۳۸) کے اندر پائے جانے والے مادہ (پروٹو پلازم (۳۹)) کا اکثر حصہ (تقریباً ۷۵ فیصد) پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ (۴۰)

علم جنین (ایمبر یالوجی (۴۱)) کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرد کے نطفے میں بے شمار ننھے ننھے سانپ نما کیڑے ہوتے ہیں، جو یک خلوی (سنگل سیل ۴۲) ہوتے ہیں۔ جنکو اصطلاح میں "اسپر ماٹوزوا" (۴۳) کہا جاتا ہے جب ان میں سے کوئی ایک کیڑا عورت کے رحم مادر کے اندر موجود "بیضے" (اووم (۴۴)) سے ملتا ہے جو خود بھی ایک خلیہ (سیل) ہوتا ہے تو یہ دونوں مل کر متحدہ طور پر ایک "مشترکہ خلیہ" بن جاتے ہیں، جسے اصطلاح میں "جفتہ" (زائیگوٹ ۴۵) کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد یہ جفتہ بڑھتے بڑھتے جنین کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ اس مشترکہ خلیہ کا انکشاف قرآن حکیم میں "نطفہ امشاج" یعنی "ملے جلے خلیہ" کے الفاظ کے ذریعہ علم جنین کی ترقی سے پہلے ہی اس طرح کر دیا گیا ہے:

انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا (دہر:۲)

"ہم نے انسان کو یقیناً ملے جلے نطفے سے پیدا کیا ہے، تاکہ ہم اسے آزمائیں اس لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنا دیا ہے"

اسی طرح علم جنین کی تحقیق سے یہ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ جو بچہ (جنین ۴۶) ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے وہ تین پردوں میں ہوتا ہے: ایک ماں کا پیٹ، دوسرے رحم کا خول اور تیسرے جنین کی باریک جھلی۔ اس کی تعبیر قرآن حکیم میں تین "تاریکیوں" کے لفظ کے ذریعہ اس طرح کی گئی ہے:

يخلقكم فى بطون امهاتكم خلقا من بعد خلق فى ظلمات ثلاث ذلكم الله ربكم له الملك لا اله الا هو فانى تصرفون۔ (زمر:۶)

وہ تم کو تمہارے ماؤں کے پیٹ میں تین تاریکیوں کے اندر ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں پیدا کرتا ہے یہی ہے اللہ تمہارا رب۔ اسی کے لئے ہے۔